Fikr-o-Nasar (Islamabad) 8:8 (1970)

احکام القرآن

معانی القرآن للفراءؔ کی روشنی میں

غلام مرتضیٰ آزاد

فراءؔ کی تفسیر معانی القرآن میں صرف لغوی اور نحوی ابحاث ہی نہیں، اس کتاب میں مسائل فقہ اور اختلافِ فقہاء سے متعلق بعض ایسے مواد موجود ہیں جو طویل ترین ابحاث سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ احکام اور قوانین کے استنباط و استخراج کے لئے علمائے امت نے قرآن و احادیث کی رو سے علی الترتیب ان چار مصادر پر انحصار کیا ہے:-

کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہؐ، اجماع اور قیاس۔

استخراجِ قوانین کے لئے مصادر کی یہ ترتیب اتنی منطقی اور عقلی ہے کہ اس میں کمی بیشی یا ردّ و بدل ناممکن ہے۔ فقہاء کرام، اللہ تعالیٰ انہیں ان کی مساعی جمیلہ کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ جتنے محتاط تھے اتنے ہی ذہین بھی تھے۔ اس ذہانت کی حدود میرے خیال میں نبوغ سے بڑھ کر انشراح صدر اور الہام تک جا پہنچتی ہیں۔

الفراءؔ کے ماحول کو ایک مرتبہ پھر چشمِ تصور سے دیکھنے کے لئے مندرجہ ذیل ائمہ فقہ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات پر غور ضروری ہے:

امام مالکؒ :	۹۳ھ - ۱۷۹ھ	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ :	۸۰ھ - ۱۵۰ھ
سفیان ثوریؒ :	۹۷ھ - ۱۶۱ھ	سفیان بن عیینہؒ :	۱۰۷ھ - ۱۹۸ھ
امام ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیمؒ :	۱۱۳ھ - ۱۸۲ھ	امام محمد بن حسن الشیبانیؒ :	۱۳۱ھ - ۱۸۹ھ
امام شافعی۔ محمد بن ادریسؒ :	۱۵۰ھ - ۲۰۴ھ		

یہ بزرگانِ ملت، فقہ یعنی اسلامی قانون کے اساطین ہیں، استخراجِ قوانین اور تالیفِ قوانین کے لئے ان بزرگوں کے سامنے یہی ائمہ کا مصادر ان کی یہی عقلی ترتیب تھی اور حقیقت کے پیش نظر اگر

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

کہا جائے کہ اسلامی فقہ (اسلامی قانون) کا بیشتر حصہ قرآن مجید سے ماخوذ ہے تو یہ ہرگز بے جا نہیں۔ فقہاء و علماء نے کتاب اللہ سے کس قدر قوانین و احکام کا استنباط کیا ہے، آئندہ صفحات میں اس کا صحیح اندازہ ہوگا۔

معانی القرآن میں آیات احکام کو ہم نے کتب فقہ کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم، موضوع۔ عنوان۔ سے متعلقہ آیت درج کر کے اس کے نیچے الفراء کی تشریحات درج کریں گے اس کے بعد اسی آیت سے متعلق دیگر فقہاء و علماء کی آراء کا ملخص فائدہ کے زیرِ عنوان پیش کیا جائے گا۔

عبادات

طہارۃ: طہارۃ۔ وضوء، غسل اور تیمم کے متعلق قرآن مجید میں، سوائے چند جزئیات کے جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

وضوء کے متعلق: سورۃ المائدۃ آیت: ۶

تیمم کے متعلق: سورۃ المائدۃ آیت: ۶ سورۃ النساء آیت: ۴۳

اور غسل کے متعلق: سورۃ المائدۃ آیت ۶ سورۃ النساء آیت: ۴۳ اور سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۲ فقہاء کے اختلاف کے ساتھ موجود ہے۔

وضوء:

آیت کریمہ: یا ایھا الذین اٰمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برءوسکم وارجلکم الی الکعبین۔ (المائدۃ: ۶)

ترجمہ: مومنو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کیا کرو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لیا کرو اور سر کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک۔

اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ادائے نماز سے قبل وضوء کر لینا ضروری ہے۔

آیت میں ہاتھ اور منہ دھونے اور سر کے مسح کرنے کا حکم ہے۔ پاؤں دھونے یا ان پر مسح کرنے میں مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں عرصۂ دراز سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق الفراء کی تشریحات پیش کی جاتی ہیں۔

الفراء کہتے ہیں کہ "ارجلکم" کا عطف "وجوھکم" پر ہے یعنی منہ کی طرح پاؤں کا دھونا بھی ضروری ہے

۱ - فرّاء اپنی سند سے عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں "ارجلکم اگرچہ آخر میں مذکور ہے لیکن وہ مقدم ہے" یعنی یہ "وجوھکم" پر عطف ہے۔

۲ - فرّاء اپنی سند سے حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں۔ "قرآن مجید میں مسح کا حکم ہے مگر سنتِ نبویؐ کے بموجب پاؤں کو دھونا چاہیئے" ——— اور

۳ - فرّاء اپنی سند سے شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل جملہ انبیاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر "پاؤں کے مسح" کا حکم لائے۔ معانی القرآن صـ ۳۰۲ - ۳۰۳۔

آیت کریمہ :

یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔ (سورۃ النساء : ۴۳)

ترجمہ : مومنو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو جب تک (ان الفاظ کو) جو منہ سے کہو سمجھنے (نہ) لگو، نماز کے پاس نہ جاؤ اور جنابت کی حالت میں بھی (نماز کے پاس نہ جاؤ) جب تک کہ غسل (نہ) کر لو۔ الا یہ کہ تم راستہ طے کر رہے ہو۔ (اور پانی نہ ملنے کے سبب غسل نہ کر سکو تو تیمم کر کے (نماز پڑھ لیا کرو) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کر کے تیمم کر لو۔ بے شک خدا معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔

اس آیت سے کم و بیش ۳۸ احکام استخراج کئے گئے ہیں۔

الفرّاء نے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے، ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔ پہلے دو الفاظ کی تشریح ان کے متعلقہ عنوان کے تحت پیش کی جائے گی۔ اس مقام پر "فتیمموا" کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔

التیمّم ان تقصد الصعید الطیب حیث کان

ولیس التیمّم الا ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین

تیمم یہ ہے کہ آپ پاک مٹی کا قصد کریں جہاں بھی ملے۔ تیمم ایک دفعہ چہرہ کے لئے اور ایک دفعہ ہاتھوں کے لئے (پاک مٹی پر ہاتھ) مارنا ہے۔

للجنب و غیر الجنب: یہ تیمم (نماز، تلاوت، سجدہ سہو کے لئے) جنبی اور غیر جنبی دونوں کے لئے کافی ہے۔ (معانی القرآن صـ ۲۷۰ الجزء الاول)

فائدہ: التیمم ضربتان، ضربۃ للوجه و ضربۃ للیدین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، اخرجه الدارقطنی والحاکم (الدرایۃ فی تخریج احادیث الهدایۃ صـ ۳۴)

امام ابو حنیفہؒ کا تیمم کے بارے میں یہی مسلک ہے۔

ابن سیرینؒ کا خیال ہے کہ تیمم ضربات ثلٰثہ سے عبارت ہے۔ ایک دفعہ چہرہ پر ہاتھ ملے، دوسری مرتبہ ہاتھوں پر اور تیسری دفعہ کلائیوں پر۔

عطاء، مکحول، احمد، اوزاعی اور ابن منذرؒ کا خیال ہے کہ تیمم ضربۃ واحدۃ ہے یعنی ایک ہی دفعہ مٹی پر ہاتھ رکھ کر چہرہ اور ہاتھوں پر مل دے۔ (حاشیہ علی الهدایۃ صـ ۴۴)

الفراء نے امام ابو حنیفہؒ کی رائے اختیار کی ہے۔

صلوٰۃ: آیت مذکورہ میں، الصلوٰۃ ...... کا لفظ۔

آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حالت سکر میں صلوٰۃ کے قریب نہیں جانا چاہیئے۔

الفراء نے اس کی یوں تشریح کی ہے:

نزلت فی نفر من اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شربوا و حضروا الصلوٰۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل تحریم الخمر فانزل اللہ ولا تقربوا الصلوٰۃ مع رسول اللہ ولکن صلوها فی رحالکم۔

ترجمہ: ایک مرتبہ تحریم خمر سے قبل چند لوگ شراب پی کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ شراب پی کر آنحضرتؐ کے ساتھ نماز میں نہ شریک ہوا کریں بلکہ اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لیں۔

ولا جنبًا: یعنی حالت جنابت میں بھی نماز کے قریب مت جاؤ، جب تک کہ غسل نہ کر لو۔ لیکن

"عابری سبیل" کو، اگرچہ وہ حالتِ جنابت میں ہو، اجازت ہے۔

"عابری سبیل" سے مراد وہ مسافر ہیں جو پانی سے محروم ہوں۔

(تفسیر معانی القرآن ، ص ۲۷۰ ، الجزء الاول)

فوائد : " لا تقربوا الصلوٰۃ " کے متعلق دیگر علماء نے مندرجہ ذیل آراء پیش کی ہیں :

۱ - سکر اور جنابت کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔

علیؓ ، ابنِ عباسؓ ، سعید بن جبیرؒ ، حسنؒ ، امام مالکؒ ۔

۲ - سکر اور جنابت کی حالت میں مسجد کے قریب جانا منع ہے۔

یہ بعض علماء کا مفہوم ہے۔

۳ - " وانتم سکاریٰ " جملہ علماء کا اتفاق ہے کہ اس مقام پر سکر (نشہ) سے مراد سکر الخمر شراب کا نشہ مراد ہے۔ ضحاکؒ کا خیال ہے کہ اس مفہوم میں نیند کا خمار بھی شامل ہے۔

۴ - " الا عابری سبیل " اگر " الصلوٰۃ " (واقع در آیت مذکورہ) سے مراد نماز ہو تو اس لفظ کا مفہوم ہے مسافرین اور اگر " الصلوٰۃ " سے مسجد مراد ہو تو اس لفظ کا مفہوم ہوگا کسی کام کے لئے مسجد میں سے گذر کر جانے والے۔

صوم : صوم۔ روزہ بھی ، صلوٰۃ کی طرح اسلام کا ایک رکن ہے۔ جسکی فرضیت اس آیت سے ثابت ہے :

یاَیھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝ ایاما معدودات۔ فمن کان منکم مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر ۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین ۔ فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

(سورۃ البقرۃ : آیت ۱۸۳ - ۱۸۴)

ترجمہ : مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں، تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن

روزہ رکھیں نہیں) تو وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلادیں۔ اور جو کوئی رضا کارانہ نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

فراء اپنی سند سے شعبیؒ سے روایت کرتے ہیں: "اگر میں سال بھر روزے رکھوں تو اس روز ضرور افطار کروں گا جس میں شک کی وجہ سے یہ نہ معلوم ہو سکے کہ یہ دن شعبان کے مہینے سے تعلق رکھتا ہے یا رمضان کے مہینے سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نصاریٰ پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے، بالکل ایسے ہی جیسے ہم پر فرض کئے گئے ہیں فحولوہ الی الفصل تو انہوں نے اسے فصل پر ڈال دیا۔ ہوا یہ کہ لبا اوقات وہ لوگ موسم گرما میں روزے رکھتے تھے تو رمضان کے دنوں کی تعداد تیس ۳۰ شمار کرتے تھے۔ بعد کی نسل آئی تو لوگوں نے کمال احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ۳۲ روزے رکھنا شروع کر دیئے یعنی ایک دن رمضان سے قبل اور ایک دن رمضان کے بعد پھر ان کے بعد آنے والی نسل نے اس تعداد پر دو مزید روزوں کا اضافہ کر دیا اور اس طرح قرنا بعد قرن اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ روزوں کی تعداد پچاس ہو گئی۔ (تفسیر معانی القرآن ص۱۱۱ الجزء الاول)

فائدہ: وجہ شبہ کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں:

۱۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ وجہ شبہ زمان (دنوں کی تعداد) ہے۔

۲۔ بعض کا خیال ہے کہ وجہ شبہ قدر (روزے کی مدت) ہے۔

۳۔ بعض کا خیال ہے کہ وجہ شبہ وصف (روزہ کیسے رکھا جائے) ہے۔

۴۔ بعض علماء مندرجہ بالا تینوں عناصر کے مجموعہ کو وجہ شبہ قرار دیتے ہیں۔

الفراء نے جامع وجہ شبہ بیان کی ہے۔

اسی آیت کا حصہ "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" کی تشریح: الفراء کہتے ہیں کہ آیت کا یہ حصہ منسوخ ہے اور "وان تصوموا خیر لکم" اس کا ناسخ ہے۔ (معانی القرآن ج ۱ ص۱۱۲)

فائدہ اولیٰ: بعض علماء اس جملے کو منسوخ نہیں قرار دیتے اور اس کا یوں مطلب بیان کرتے ہیں "جن لوگوں کے لئے روزہ رکھنا بہت زیادہ مشکل ہو (مثلاً عمر رسیدہ یا دائمی امراض کی وجہ سے کمزور افراد) ان کو اجازت ہے کہ افطار کر لیا کریں مگر اس کے فدیہ میں ایک

محتاج کے کھانے کا انتظام کرنا ہوگا۔

فائدۃ ثانیہ: "ایاما معدودات" سے بعض علماء نے رمضان اور بعض نے ایام بیض مراد لئے ہیں۔ الفراء کے سیاقِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رمضان مراد لینا چاہتے ہیں۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضًا او علیٰ سفر فعدۃ من ایام اخر، یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون۔ (البقرۃ: ۱۸۵)

ترجمہ: (روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ھدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو، چاہیئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کی تعداد پوری کرے، خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس نے تمہیں جو ہدایت بخشی اس پر اللہ کی تکبیر کرو اور تاکہ تم شکر گذار ہو جاؤ۔

اس آیت سے علماء نے نو احکام کا استخراج کیا ہے۔

الفراء نے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے ان پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے۔

شھر رمضان: اس مقام پر اس لفظ کی وضاحت اور اس کے اعراب معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے۔

۱۔ مرفوع۔ شھرُ رمضان۔ ای ولکم شھرُ رمضان۔

۲۔ منصوب۔ شھرَ رمضان۔ ای ان تصوموا شھرَ رمضان۔ قراءۃ الحسن۔

بعض لوگوں نے شھر کے لفظ کو کتب علیکم الصیام کی وجہ سے منصوب قرار دیا ہے۔ بہر صورت آیت کا مطلب یہ ہے کہ شھر رمضان کے روزے تم پر فرض ہیں۔

قولہ: من شھد منکم الشھر فلیصمہ۔ الفراء کہتے ہیں کہ یہ جملہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام

مسکین (حصہ آیت ۱۸۴ البقرۃ) کے نسخ کی دلیل ہے یعنی جو شخص بیمار یا مسافر نہ ہو اس کو روزہ رکھنا چاہیئے۔

قولہ: یرید اللہ بکم الیسر۔ یعنی حالتِ سفر میں افطار کرنا۔

قولہ: ولا یرید بکم العسر۔ یعنی حالتِ سفر میں روزہ رکھنا۔ (تفسیر معانی القرآن ص۱۱۳۔ الجزء الاول)

فائدہ: امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا، افطار سے بہتر ہے۔ امام شافعی کا خیال ہے کہ افطار بہتر ہے۔

فائدہ ثانیہ: امام ابو حنیفہؒ کی رائے ہے کہ روزہ رکھنے سے اضافۂ مرض کا اندیشہ ہو تو افطار جائز ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ موت یا کسی عضو کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو افطار کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (الھدایۃ متعلقہ مقام)

آیت کریمہ:

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم، ھن لباس لکم و انتم لباس لھن۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالآن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم و کلوا واشربوا حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد تلک حدود اللہ فلا تقربوھا کذلک یبین اللہ ایاتہ للناس لعلھم یتقون۔ (البقرۃ: ۱۸۷)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں تمہارے لئے اپنی عورتوں کے پاس جانا جائز کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔ خدا کو معلوم ہے کہ تم (ان کے پاس جانے سے) اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تم پر مہربانی کی اور تم سے درگذر فرمایا اب (تم کو اختیار ہے کہ) ان سے مباشرت کرو اور خدا نے جو چیز تمہارے لئے لکھ رکھی ہے اس کو طلب کرو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح (صادق) کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے، پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔ اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو اُن سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں (لوگوں کے سمجھانے کے لئے) کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ

وہ پرہیزگار بنیں۔

فقہاء نے اس آیت سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔الفرّاء نے اس آیت کے جن حصوں سے بحث کی ہے ان پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے۔

۔ فالآن باشردھن۔ یہ رخصت ہے جو اس سے قبل انھیں (صحابہ کو) حاصل نہ تھی۔

۔ حتیٰ یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔

ایک صاحب نے آنحضرتؐ سے استفسار کیا۔کیا اس سے مراد سفید دھاگہ اور سیاہ دھاگہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا، اس سے مراد تاریکیٔ شب اور سپیدیٔ صبح صادق ہے۔ [معانی القرآن ص۱۱۵ الجزء الاوّل]

حج : حج فرائض اسلام میں سے ایک فریضہ ہے جس کی فرضیت مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے ثابت ہے:

و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً۔ (آل عمران : ۹۷)

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔

احکام حج کو کماحقہٗ سمجھنے سے قبل حج سے متعلق مندرجہ ذیل اصطلاحات کو ذہن نشین کر لینا ضروری ہے :-

احرام : حج یا عمرہ کی غرض سے غسل یا وضوء کے بعد دو چادریں باندھ لینا ایک بالائی حصہ بدن کے لئے اور دوسری بطور ازار۔

میقات: اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے کسی حاجی یا معتمر کے لئے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہیں۔

حرم: اس کی حدود جدہ کی طرف مسجد شمس سے شروع ہوتی ہیں۔ یہ مقام مکہ سے ستائیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طرف حرم کی حدود مکہ سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر جہاں مسجد میمونہ ہے ختم ہوجاتی ہیں۔...... حرم سے مراد مکہ کے اردگرد وہ خطۂ ارض ہے جس میں شکار کرنا، خون ریزی کرنا حتیٰ کہ درخت کاٹنا اور کانٹے تک اکھاڑنا ممنوع ہے۔

تلبیہ : لبیک ، اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک۔

عرفہ : ۹ ذی الحجہ جس دن حجاج عرفات میں ٹھہرتے ہیں۔
رمی : دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے متصل ایک مقام پر کنکر مارنے کو کہتے ہیں۔
طواف : کعبہ کے ارد گرد سات مرتبہ گھومنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کو طواف کہتے ہیں۔
سعی : صفا و مروۃ کے درمیان سات مرتبہ چلنے اور دوڑنے کو سعی کہا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید نے اس کے لئے بھی "طواف" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

آیت کریمہ : الحج اشھر معلومات۔ فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج، وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی واتقون یاولی الالباب۔

(البقرۃ : ۱۹۷)

ترجمہ : حج کے مہینے معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی بُرا کام کرے اور نہ کسی سے جھگڑے۔ اور جو نیک کام تم کروگے وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا۔ اور زادِ راہ ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیزگاری ہے اور اے اہلِ عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔

فقہاء نے اس آیت سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الفراء نے جن الفاظ کی تشریح کی ہے ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

الحج اشھر معلومات۔ اس سے مراد ہے شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس (دن یا راتیں)

فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

الرفث کے معنی ہیں جماع

فسوق کے معنی ہیں گالی گلوچ اور

جدال کے معنی ہیں جھگڑا، زیادتی۔ (الفراء، تفسیر معانی القرآن ص۱۲۰ الجزء الاول)

فوائد۔ حج کے مہینوں کی تعیین میں فقہاء و علماء کی درج ذیل آراء ہیں:

۱۔ شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ مکمل۔ ابنِ عمر، قتادہ، طاؤس، مالک۔

۲- شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام - مالکؒ، ابوحنیفہؒ۔
۳- شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کی ابتدائی دس راتیں - ابن عباسؓ، شافعیؒ۔
۴- شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ایام تشریق کے آخر تک۔ مالکؒ فی قول آخر۔
الفرّاء نے ایسی رائے اختیار کی ہے جو مالک وابوحنیفہ اور شافعی وابنِ عباس کی رائے کو جامع ہے۔
فوائد: ولا فسوق کی مندرجہ ذیل تشریحات کی گئی ہیں:
۱- اس سے جملہ معاصی مراد ہیں۔
۲- اس سے شکار کرنا مراد ہے۔
۳- غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔
۴- اس سے یہ تینوں چیزیں مراد ہیں۔
فائدۃ: ولا جدال: نہ تو حج کے دنوں میں جھگڑا ہو، نہ ہی حج کے موقع پر۔

و اتموا الحج والعمرۃ للہ فان احصرتم فما استیسر من الھدی ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الھدی محلہ فمن کان منکم مریضًا او بہ اذًی من راسہ ففدیۃٌ من صیام او صدقۃٍ او نسکٍ فاذآ امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی فمن لم یجد فصیام ثلٰثۃ ایام فی الحج وسبعۃٍ اذا رجعتم تلک عشرۃ کاملۃ ذٰلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام واتقوا اللہ واعلموآ ان اللہ شدید العقاب۔ (البقرۃ: ۱۹۶)

(ترجمہ)- اور خدا (کی خوشنودی) کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو، اور اگر (رستے میں) روک لئے جاؤ تو جیسی قربانی میسر ہو (کردو) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔ اور اگر تم میں کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو۔ تو اگر وہ سر منڈا لے تو اس کے بدلے میں روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔ پھر جب تم بے خوف ہو جاؤ تو جو (تم میں) حج کے وقت تک عمرے سے فائدہ اُٹھانا چاہے (تمتع کرنا چاہے) وہ جیسی قربانی میسر ہو کرے اور جس کو (قربانی) میسر نہ ہو وہ تین روزے ایام حج میں رکھے اور سات جب واپس ہو۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکے میں نہ رہتے ہوں۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔

فقہاء نے اس آیت سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الفراء نے آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

و اتموا الحج والعمرۃ للہ۔ یعنی حج اور عمرہ کو ان کے پورے ارکان کے ساتھ ادا کرو۔ اور اتمام سے قبل ارادہ فسخ نہ کرو۔ (معانی القرآن ص ۱۱۷ الجزء الاول)

فائدہ: اتموا الحج کے علماء نے مختلف مفاہیم بیان کئے ہیں۔

۱۔ گھروں سے (حج اور عمرہ) کا احرام باندھ کے نکلو۔ حضرت عمرؓ، علیؓ، سفیانؒ۔

۲۔ بیت اللہ تک احرام نہ کھولو (اتموھا الی البیت) اور راستے سے ارادہ فسخ کر کے مت لوٹ جاؤ۔ عبداللہ بن مسعودؓ

۳۔ عمرہ اور حج کے جملہ ارکان، واجبات اور سنن کی پابندی کرو۔ ابراہیم، مجاہد

۴۔ دونوں کو جمع مت کرو۔ ابن جبیر

۵۔ اشہر حج میں عمرہ کا احرام نہیں باندھنا چاہیئے۔ قتادہ

۶۔ جب حج یا عمرہ کرنا شروع کر دو تو تکمیل سے پہلے اس میں خرابی پیدا نہ کرو۔ مسروق

۷۔ وہاں جا کر تجارت وغیرہ نہ شروع کر دو۔ سفیان

الفراء کی مختصر سی رائے ان جملہ آراء کو حاوی ہے۔

آیت کریمہ:

ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم۔ (البقرۃ: ۱۵۸)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں، تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ دونوں کا طواف کرے اور جو کوئی نیک کام کرے تو خدا قدر شناس اور دانا ہے۔

"طواف" کی تشریح گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے۔ جب خانہ کعبہ کا طواف بغرض حج یا عمرہ کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ صفا اور مروہ کے درمیان بھی سعی (طواف) کی جاتی ہے۔

امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک صفا اور مروہ کا طواف رکن ہے۔ ابو حنیفہ کے نزدیک رکن نہیں

فمن حج البیت الخ

(الفراء کہتے ہیں) مسلمانوں نے شروع شروع میں صفا اور مروہ کا طواف کرنا مناسب نہ سمجھا اس لئے کہ جاہلیت میں ان دونوں پہاڑیوں پر دو بُت نصب تھے اور لوگ ان کا طواف کرتے تھے، اب مسلمانوں نے اس لئے جانا مناسب نہ سمجھا کہ اس میں بتوں کی تعظیم کا شائبہ تھا۔

(معانی القرآن ص۹۵ الجزء الاوّل)

فائدۃ: لاجناح علیك ان تفعل۔ کام کرنے کی اجازت ہے۔

اور لاجناح علیك ان لا تفعل۔ کام نہ کرنے کی رخصت ہے۔

ابن العربی نے "احکام القرآن" میں اس مقام پر ایک روایت درج کی ہے:

عروہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ آیت (مذکورہ) سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر صفا اور مروہ کا طواف نہ کیا جائے تو کچھ حرج نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اے بھتیجے! اگر اس کا وہ مطلب ہوتا جو آپ سمجھے تو آیت کے الفاظ یوں ہوتے: "فلاجناح علیه ان لا یطوف بهما"

آیت کریمہ:

واذکروا اللّٰہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلآ اثم علیه ومن تاخر فلآ اثم علیه لمن اتقیٰ واتقوا اللّٰہ واعلموآ انکم الیه تحشرون۔ (البقرۃ: ۲۰۳)

ترجمہ: اور (قیام منیٰ کے) گنتی کے دنوں میں خدا کو یاد کرو۔ اگر کوئی جلدی کرے (اور) دو ہی دن میں (چل دے) تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو بعد تک ٹھہرا رہے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں۔ یہ باتیں اس شخص کے لئے ہیں جو (خدا سے) ڈرے۔ اور تم لوگ خدا سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ تم سب اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

اس آیت سے فقہاء نے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے۔

الفراء کہتے ہیں: " ایام معدودات " سے مراد دس دن ہیں اور ایک دوسری آیت میں " ایام معلومات " کا جو لفظ ہے اس سے مراد ایام التشریق ہیں یعنی یوم النحر اور ایام التشریق کے تین دن۔

(معانی القرآن ص۱۲۲ الجزء الاول)

فائدة: مفسرین اور فقہاء کے " ایام معدودات " اور " ایام معلومات " کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں:-

۱ - معدودات - ان میں ایام التشریق بھی شامل ہیں۔

۲ - اس سے مراد صرف ایام تشریق ہیں۔ ابن عباس، عطاء ابن ابی رباح، مجاہد۔

۳ - معدودات - یعنی ایام الرمی ...... امام مالک۔

۴ - معلومات - سے مراد یوم النحر اور ایام التشریق کے دو دن ہیں۔

۵ - معلومات - سے مراد ہے یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام التشریق - ابن زید

۶ - اس سے مراد ہے ایام النحر

۷ - معلومات - کا مطلب ہے دس دن - ابو حنیفہ، الشافعی، ابن عباس

۸ - ایام معدودات اور ایام معلومات مترادف ہیں۔

آیت، واتموا الحج والعمرۃ للّٰہ کے دیگر خط کشیدہ الفاظ کی تشریح

فان احصرتم: اب یہ سمجھانا مقصود ہے کہ کوئی صاحب حج یا عمرہ کے ارادہ سے گھر سے نکلیں، لیکن (خدا نہ کرے) راستے میں کوئی مانع پیش آجائے تو انھیں کیا کرنا چاہیے۔

فان احصرتم: الفراء کہتے ہیں مرض کی وجہ سے رکاوٹ پیش آجائے تو قد احصر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ کسی دوسری قسم کی (خارجی) رکاوٹ ہو تو عربی محاورہ کے مطابق قد حصر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بسا اوقات مرض کی رکاوٹ میں حصر اور خارجی رکاوٹ میں احصر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

الھدی: اس سے مراد ہے۔ اونٹ، گائے یا بکری۔

وقولہ: ومن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام فی الحج - الفرّاء کہتے ہیں جس شخص کے پاس "ہدی" نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے، جن کا آخری دن یوم عرفۃ ہو پہلے دو روزے ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام میں سے کوئی سے دو دنوں میں رکھ سکتا ہے۔ جو بقیہ سات ہیں جب گھر کو لوٹ رہا ہو تو رکھنا شروع کر دے، چاہے تو گھر پر آکر رکھ لے۔ (معانی القرآن ص۱۱۸ الجزا الاول)

فائدۃ: ۱ - "فان احصرتم" یعنی جب تمہیں دشمن روک لے۔ ابن عمر، مجاہد، ابن عباس، انس اور شافعی (الھدایۃ۔ والطبری)

۲- "فان احصرتم" کوئی ایسا عذر پیش آجائے جو بیت اللہ تک پہنچنے میں مانع ہو۔

مجاہد - قتادہ - ابو حنیفہ۔

فائدۃ: متمتع (ادائے حج وعمرہ باحرام او باحرامین علی اختلاف الفقہاء) کے پاس ہدی نہ ہو تو اس کے لئے ضروری (واجب) ہے کہ دس روزے رکھے، تین تو حج میں اور سات گھر پر آکر۔ تین روزے جو اُسے ایام حج میں رکھنا پڑتے ہیں ان کے تعیین میں فقہاء کی درج ذیل آراء ہیں:

۱ - حج کے احرام کی حالت میں یوم عرفۃ تک ...... کوئی سے تین دن - امام مالک

۲ - عمرہ کے احرام میں بھی روزے رکھ سکتا ہے۔ امام ابو حنیفہ - علی، ابن عباس، ابن عمر، قتادہ۔ (ماخوذ از طبری والھدایۃ)

۳- ایام منیٰ کے آخری دن تک روزے رکھ سکتا ہے۔ طبری۔

الفرّاء نے امام مالک اور ابو حنیفہ کی رائے کو جمع کیا ہے۔

فائدۃ: اھلہ حاضری المسجد الحرام کی تشریح میں علماء نے مندرجہ ذیل آراء کا اظہار کیا ہے۔

۱- اس سے مراد اہل الحرم ہیں۔

۲- اس سے مراد اہل مکہ اور اہلِ مضافاتِ مکہ (کذی طوی) ہیں۔

۳- اہل عرفۃ - زھری

۴- جو لوگ حدود میقات کے اندر بستے ہیں - ابو حنیفہ

۵- جو مکہ سے اتنے فاصلہ پر رہتا ہو کہ وہاں تک نماز قصر نہ کی جائے اسے "حاضری المسجد الحرام" شمار کیا جائے گا۔ شافعی

آیت کریمہ:

یا ایھا الذین آمنوا لیبلونکم اللہ بشئ من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب فمن اعتدٰی بعد ذالک فلہ عذاب الیم۔ یا ایھا الذین امنوا لاتقتلوا الصید وانتم حرم ومن قتلہ منکم متعمدًا فجزآء مثل ماقتل من النعم یحکم بہ ذوا عدلٍ منکم ھدیًا بٰلغ الکعبۃ اوکفارۃ طعام مسٰکین او عدل ذالک صیامًا لیذوق وبال امرہٖ عفااللہ عمّا سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ واللہ عزیز ذوانتقام۔ (المائدۃ: ۹۴، ۹۵)

ترجمہ: مومنو! اللہ تمہاری اس شکار سے آزمائش کرے گا جن کو تم ہاتھوں اور نیزوں سے پکڑتے ہو۔ (یعنی حالت احرام میں شکار کی ممانعت سے) تاکہ معلوم کرے کہ اس سے غائبانہ کون ڈرتا ہے، تو جو اس کے بعد زیادتی کرے اس کے لئے دکھ دینے والا عذاب ہے ـــ مومنو! جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار نہ مارنا اور جو تم میں سے جان بوجھ کر اسے مارے تو (یا تو اس کا) بدلہ (دے۔ اور وہ یہ ہے کہ) اسی طرح کا چارپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کردیں (قربانی کرے اور یہ قربانی) کعبے پہنچائی جائے یا کفارہ دے (اور وہ) مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا کا مزا چکھے (اور) جو پہلے ہو چکا وہ خدا نے معاف کردیا اور جو پھر (ایسا کام کرے گا) تو خدا اس سے انتقام لے گا۔ اور خدا غالب (اور) انتقام لینے والا ہے۔

علماء نے ان آیات سے متعدد احکام کا استخراج کیا ہے۔ الفراء نے اس آیت کے جن الفاظ کی تشریح کی ہے، ہم نے ان پر خط کھینچ دیا ہے۔

الفراء کہتے ہیں:

تنالہ ایدیکم ورماحکم سے مراد ہے، شترمرغ کے انڈے، بچے اور دیگر جنگلی جانور۔

فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم۔

مطلب یہ ہے کہ کسی محرم کو یہ یاد نہ رہے کہ وہ احرام سے ہے اور شکار مارلے تو دو معتمد علیہ ثالث اس سے پوچھیں:

کیا اس سے قبل بھی تم نے حالتِ احرام میں شکار کیا ہے؟

اگر وہ اثبات میں جواب دے تو حکمین اس کے متعلق کوئی فیصلہ صادر نہ کریں۔ لیکن اگر

وہ اس سے قبل شکار کرنے سے انکار کرے تو اگر شکار کی قیمت بکری تک کی قیمت کے برابر ہو تو اُسے حکم دیا جائے کعبہ میں جا کر اونٹ، گائے یا بکری کی قربانی کرے۔ لیکن شکار اگر قربانی کے جانور کی مقدار یا قیمت سے چھوٹا ہو تو مجرم کو چاہیئے کہ اس کی قیمت کے اندازہ کے مطابق غرباء و مساکین کو کھانا کھلائے، لیکن اگر اس کا متحمل نہ ہو کہ قربانی کا جانور یا مساکین کو کھانا کھلائے، تو ہر نصف صاع کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

مجرم پر جزاء کا حکم کب لگایا جائے گا، فقہاء کی اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آراء ہیں؛

۱۔ عمد، خطا اور نسیان ہر حالت میں شکار کی جزا اس کے ذمہ ضروری ہوگی۔

ابن عباس، عمر، عطاء، الحسن، ابراہیم النخعی اور زہری۔

۲۔ خطا اور نسیان کی حالت میں اس پر جزاء واجب نہیں۔ طبری، احمد بن حنبل۔

الفراء نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔

فائدۃ: بعض علماء کا خیال ہے کہ بار دگر شکار کرنے والے پر کوئی کفارہ نہیں۔

ابن عباس، الحسن، ابراہیم، مجاہد اور شریک کی یہی رائے ہے۔

مگر بعض کا خیال ہے کہ دوسری مرتبہ شکار کرنے یا تیسری مرتبہ، کفارہ دینا ہی ہوگا۔

امام مالک اور سعید بن جبیر۔

حقوق اللہ سے متعلق آیات، ان پر الفراء اور دیگر علماء کی آراء کا سلسلہ ختم ہوا۔ آئندہ صفحات میں حقوق العباد سے متعلق آیات اور ان پر الفراء کی ابحاث پیش کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ۔